ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 11 مارچ 1954

سلیمان عیسیٰ

بنام

سٹیٹ آف بمبئی

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، مکھرجی، ایس آر داس، ویوین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان]

مجموعی ضابطہ فوجداری (V، سال 1898)، دفعہ 517 -بمبئی ڈسٹرکٹ پولیس ایکٹ (بمبئی ایکٹ IV، سال 1890) کی دفعہ 61E کے تحت شخص پر مقدمہ چلایا گیا-تقریباً 3 لاکھ مالیت کا سونا ضبط-کی ملکیت۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 517 کے تحت عدالت کو جانچ یا مقدمے کی سماعت کے اختتام پر یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کے سامنے یا اس کی تحویل میں پیش کی گئی کسی بھی جائیداد یا دستاویز کو ٹھکانے لگانے کا حکم دے سکتی ہے یا جس کے بارے میں ایسا لگتا ہے کہ کوئی جرم کیا گیا ہے یا جسے کسی جرم کے ارتکاب کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ عدالت کا اختیار عدالت کی تحویل میں موجود جائیداد کو ضبط کرنے تک پھیلا ہوا ہے لیکن یہ ہر معاملے میں نہیں ہے جس میں عدالت کو لازمی طور پر کیس کے حالات سے قطع نظر ضبط کرنے کا حکم جاری کرنا چاہیے۔

حکم ہوا کہ، تقریباً 3 لاکھ روپے مالیت کا سونا ضبط کرنا موجودہ معاملے میں واحد طور پر نامناسب تھا جہاں استغاثہ کی کہانی کہ زیر بحث سونا افریقہ سے بھارت میں اسمگل کیا گیا تھا، عدالت نے قبول نہیں کیا تھا اور ملزم کو بمبئی ڈسٹرکٹ پولیس ایکٹ 1890 کی دفعہ 61E کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا گیا تھا، جس میں زیادہ سے زیادہ تین ماہ کی سزا اور 100 روپے کا جرمانہ ہوتا ہے اور جس میں سی کسٹم ایکٹ جیسے ضبط کرنے کے جرمانے کی کوئی خاطر خواہ شق شامل نہیں ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 67، سال 1951۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوجداری اپیل نمبر 784، سال 1949 میں بمبئی کی نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ (دکشت اور چینانی جسٹس صاحبان) کے 26 جون 1950 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے این سی چٹرجی (ایچ جے امریگر اور ایس پی ورما، ان کے ساتھ)۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت (پورس اے مہتا، ان کے ساتھ) مدعاعلیہ کی طرف سے۔

11.1954 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس غلام حسن نے سنایا۔

یہ اپیل 26 جون 1950 کو بمبئی (دکشت اور چینانی جسٹس زیڈ) میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے لائی گئی ہے، جس کے تحت عدالت عالیہ نے 7 مئی 1949 کو کائرہ کے سیشن جج کے ذریعے اپیل کنندہ کو بری کرنے کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ریاست بمبئی کی اپیل کی اجازت دی، اور 31 دسمبر 1948 کو سب ڈویژنل مجسٹریٹ ناڈیاڈ پرنت کے ذریعے اپیل کنندہ کو سزا سنانے کے حکم کو بحال کیا۔

درخواست گزار سلیمان عیسیٰ جو جنوبی افریقہ کے علاقے نٹال کے رہائشی ہیں، اگست 1947 میں ضلع کائرہ میں اپنے آبائی مقام سرسا جانے کے لیے کار کے ذریعے ڈربن سے بھارت کے لیے روانہ ہوئے تھے جہاں ان کی بہن اپنے شوہر علی محمد اسحاق کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ ان کے ساتھ ایک اور بہنوئی داؤد حسام بھی تھے اور دونوں کار کے ذریعے ممباسا گئے تھے۔ بھارتان کے ساتھ ایک اور بہنوئی داؤد حسن بھی تھے اور دونوں کار میں مومباسا گئے تھے۔ مومباسا سے انہوں نے 30 اگست کو کشتی لی اور 11 ستمبر کو کولمبو پہنچے۔ انہوں نے 14 ستمبر کو کولمبو سے مدراس کے لیے اڑان بھری، لیکن کار کو اسٹیمر کے ذریعے بھیج دیا۔ وہ 20 ستمبر کو اسٹیمر کے آنے تک مدراس میں رہے۔ کار یکم اکتوبر کو اپیل کنندہ کے حوالے کی گئی تھی، جب اس نے کسٹم ڈیوٹی کے طور پر 2700 روپے اور سیکیورٹی کے ذریعے 10,000 روپے نقد جمع کیے تھے کیونکہ اپیل کنندہ اپنی واپسی پر کار کو واپس ڈربن لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پارٹی بنگلور، پونا، ناسک اور دھولیا بذریعے گزرتے ہوئے 7 اکتوبر کو نردانا کے لیے موٹر سائیکل پر روانہ ہوئی۔ وہاں سے وہ ٹرین کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ذریعے سفر کرتے ہوئے 8 اکتوبر کو سرسا پہنچے۔ کار کو نردانا سے آنند جانے والے ایک کھلے ٹرک میں لاد دیا گیا جہاں اس کی تحویل کی گئی اور پھر اسے سرسا لے جایا گیا۔

ناڈیاڈ قصبے کے سینئر پولیس انسپکٹر رتنسنگ کالوسنگ راول نے دیکھا کہ قصبے میں کوئی بھارتیہ نمبر والی کار نہیں گزر رہی ہے، اس نے پولیس اہلکاروں کو نظر رکھنے کی ہدایت کی۔ اپیل کنندہ کو 12 اکتوبر کو سب انسپکٹر کے سامنے پیش ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ پوچھ گچھ پر اس نے بتایا کہ اس کا خاندان جام نگر ریاست کا اصل باشندہ تھا لیکن پچھلے 60 سالوں سے وہ ڈربن میں زمین خریدنے اور فروخت کرنے کے لیے ٹھیکیداروں کا کاروبار کر رہے تھے۔ تاہم، ان کے بھائی داؤد عیسی بمبئی میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس نے اپنے اور اپنے ساتھی کے سفر کی تفصیلات دیں اور پاسپورٹ کے ساتھ ساتھ کسٹم ڈیوٹی اور ڈپازٹ کی ادائیگی کی رسیدیں بھی پیش کیں۔ 15 اکتوبر کو ہیڈ کانسٹیبل اجیت سنگھ نے راول کو اطلاع دی کہ کوئی نامعلوم شخص بڑی مقدار میں سونا لے کر عمر بھائی جیولر کی دکان پر آیا ہے۔ اس کے مطابق پولیس نے زیور اور اس کے بھائی (جو بھی ایک زیور ہے) کی دکان کا دورہ کیا اور پتہ چلا کہ اپیل کنندہ نے اسے سونا پگھلنے کے لیے دیا تھا۔ یہ سونا دوسری جگہ رکھے ہوئے کچھ دوسرے سونے کے ساتھ پولیس نے ضبط کر لیا۔ پولیس نے گاڑی بھی قبضے میں لے لی۔ ضبط شدہ سونے کی کل مقدار $2773\frac{1}{2}$ تولہ تھی جس کی قیمت تقریباً 3 لاکھ روپے بتائی جاتی ہے۔ بھارتیہ ٹیلی گراف ایکٹ کی دفعہ 20 کے تحت اپیل کنندہ و دیگر اں کے خلاف اس مفروضے پر کارروائی کی گئی کہ کار میں موجود وائرلیس سیٹ ٹرانسمیٹر تھا لیکن جب یہ دوسری صورت میں پایا گیا تو انہیں گرا دیا گیا۔ گاڑی کی مکمل جانچ پڑتال کی گئی لیکن کچھ بھی مجرمانہ نہیں ملا۔ اپیل کنندہ کو پبلک سیکیورٹیز ایکٹ کے تحت بھی حراست میں لیا گیا تھا لیکن اسے رہا کر دیا گیا۔ بالآخر 2 جنوری 1948 کو، ان پر اور دوسروں پر راول کی شکایت پر بمبئی ڈسٹرکٹ پولیس ایکٹ (IV، سال 1890) کی دفعہ 61E کے ساتھ ساتھ مجموعہ تعزیرات بھارت 109 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ دفعہ 61E کہتا ہے:-

"جو کوئی بھی اپنے قبضے میں ہے یا کسی بھی طرح سے پہنچاتا ہے، یا فروخت یا دہن کی پیشکش کرتا ہے، کوئی بھی چیز جس کے بارے میں یقین کرنے کی وجہ ہے کہ وہ چوری شدہ جائیداد یا دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی جائیداد ہے، اگر وہ اس طرح کے قبضے کا حساب دینے یا مجسٹریٹ کے اطمینان کے مطابق کام کرنے میں ناکام رہتا ہے، تو اسے تین ماہ تک کی قید یا ایک سو روپے تک کے جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

مجسٹریٹ نے اسے مجرم قرار دیا اور 100 روپے جرمانے کی سزا سنائی اور مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 517 کے تحت سونا ضبط کرنے کی ہدایت کی گئی۔ دوسرے ملزم جن پر اشتعال انگیزی کا الزام تھا انہیں بری کر دیا گیا۔ مجسٹریٹ کا خیال تھا کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی براہ راست ثبوت نہیں ہے کہ ملزم نے چوری کی تھی یا دھوکہ دہی سے جائیداد حاصل کی تھی لیکن ان کی رائے میں ایسے حالات تھے جن کی وجہ سے یہ معقول یقین پیدا ہوا کہ زیر بحث سونا یا تو چوری ہوا تھا یا دھوکہ دہی سے حاصل کیا گیا تھا۔ سیشن جج نے فیصلہ دیا کہ اگرچہ سونے کا قبضہ انتہائی مشکوک تھا، اس کے باوجود یہ اس معقول عقیدے کے لیے کافی بنیاد نہیں ہے کہ جائیداد یا تو چوری ہوئی تھی یا دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی تھی۔ اس کے مطابق اس نے سزا اور سزا کو الگ کر دیا اور اپیل کنندہ کو سونا واپس کرنے کا حکم دیا۔ ریاست کی طرف سے اپیل میں عدالت عالیہ نے استغاثہ کی اس کہانی کو قبول نہیں کیا کہ سونا اپیل کنندہ اپنی موٹر کار میں بھارت لایا تھا، لیکن مجسٹریٹ سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ حالات سے یہ یقین کرنے کی وجہ ہے کہ اس کے پاس سونا تھا جو یا تو چوری شدہ جائیداد تھی یا دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی جائیداد تھی۔ عدالت عالیہ نے اپیل گزار کی اس وضاحت کو قبول نہیں کیا کہ اس کے والد وقتاً فوقتاً اپنے آبائی مقام کے دورے پر سونا سر سالے کر آئے تھے۔ جہاں تک دفعہ 517 کے تحت ضبطی کے حکم کا تعلق ہے، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ضبط شدہ جائیداد وہ جائیداد ہو جس کے سلسلے میں جرم ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ کافی ہے اگر جائیداد عدالت کے سامنے پیش کی جائے۔ اس تناظر میں بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور مجسٹریٹ کے حکم کو بحال کر دیا گیا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے جناب چٹرجی نے شروع میں کہا کہ وہ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ اپیل کنندہ کی سزا درست تھی لیکن وہ اس مفروضے پر آگے بڑھے کہ اگر ایسا تھا تو بھی، دفعہ 517 کا اس معاملے میں کوئی اطلاق نہیں تھا اور عدالت کو سونا ضبط کرنے کا حکم منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ انہوں نے یہ بھی زور دیا کہ معاملے کے کسی بھی تناظر میں ضبطی کا حکم اس معاملے کے حالات میں مناسب حکم نہیں تھا۔

دفعہ 517(1) اس طرح پڑھتی ہے:-

"جب کسی فوجداری عدالت میں کوئی انکوائری یا ٹرائل مکمل ہو جاتا ہے تو عدالت ایسا حکم دے سکتی ہے جو اس کے سامنے یا اس کی تحویل میں پیش کی گئی کسی بھی جائیداد یا اس کی تحویل میں ہونے والی کسی بھی جائیداد کو (تباہی، ضبطی، یا اس کے قبضے کا حقدار ہونے کا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دعویٰ کرنے والے کسی بھی شخص کو فراہم کرنے کے لئے مناسب سمجھتی ہے) یا جسے کسی جرم کے ارتکاب کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔"

سادہ پڑھنے کے دفعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کسی جانچ یا مقدمے کی سماعت کے اختتام پر عدالت کو اپنے سامنے پیش کردہ کسی بھی جائیداد یا دستاویز کو ٹھکانے لگانے کا حکم دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

یا اس کی تحویل میں،

یا جس کے بارے میں ایسا لگتا ہے کہ کوئی جرم کیا گیا ہے،

یا جو کسی جرم کے ارتکاب کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔

اس دفعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عدالت کا اختیار اس طرح کی جائیداد پر قبضہ کرنے کا دعوی کرنے والے کسی بھی شخص کو تباہ کرنے، یا اس کے قبضے کا حقدار ہونے کا دعویٰ کرنے والے کسی بھی شخص تک پھیلا ہوا ہے۔

جناب چٹرجی نے دعوی کیا کہ پولیس کی جانب سے ضبط کیے جانے کے بعد سونا خزانے کو بھیج دیا گیا تھا اور اسے کبھی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس نکتے پر ثبوت واضح اور قطعی ہیں۔ یہ نقطہ درج ذیل عدالتوں کے سامنے اٹھائے جانے کی اپیل نہیں کرتا ہے۔ عدالت عالیہ نے اس حکم کو اس بنیاد پر جائز قرار دیا کہ جائیداد کو عدالت کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور کہا کہ حکم منظور کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری نہیں تھا کہ اس کے سلسلے میں "کوئی جرم ہوا ہے"۔ ہمارے لیے یہ واضح ہے کہ جائیداد وہ نہیں تھی جس کے بارے میں کوئی جرم ہوا ہو، یا جسے کسی جرم کے ارتکاب کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔ اب عدالت کا اختیار بلاشبہ عدالت کی تحویل میں موجود جائیداد کو ضبط کرنے تک پھیلا ہوا ہے لیکن یہ ہر ایسا معاملہ نہیں ہے جس میں عدالت کو لازمی طور پر کیس کے حالات سے قطع نظر ضبط کرنے کا حکم جاری کرنا چاہیے۔ ایسے معاملات کا تصور کرنا ممکن ہے جہاں جرم کا موضوع جائیداد ہو جو اس جرم سے متعلق قانون کے تحت سزا پر سزا کے طور پر ضبط کیے جانے کے قابل ہو۔ لہذا یہ فرض کرتے ہوئے کہ عدالت کے پاس سونے کو ٹھکانے لگانے کے حوالے سے حکم جاری کرنے کا دائرہ اختیار تھا، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ضبط کرنے کا حکم اس معاملے کے حالات میں مناسب حکم نہیں تھا۔ دفعہ 517 میں دفعہ کے آخری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حصے میں مذکور حالات میں جائیداد کو ٹھکانے لگانے کے لیے ایک عمومی التزام شامل ہے۔ دفعہ 61E بذات خود عدالت کو ضبط کرنے کا جرمانہ عائد کرنے کا اختیار نہیں دیتی ہے اور دفعہ کے ذریعے مجاز قید اور جرمانے کی سزا ایک برائے نام سزا ہے جس کی واضح وجہ یہ ہے کہ دفعہ محض اس یقین پر آگے بڑھتی ہے کہ اس شخص کے قبضے میں موجود جائیداد چوری شدہ جائیداد یا ایسی جائیداد ہے جس پر دھوکہ دہی سے قبضہ کیا گیا ہے جس کا تسلی بخش حساب نہیں ہے۔ یہ مقامی پولیس ایکٹ کے تحت ایک جرم ہے نہ کہ کسی ایسے ایکٹ کے تحت جس میں کوئی ٹھوس شق شامل ہو جیسے کہ سی کسٹمز ایکٹ ضبط کرنے کا جرمانہ عائد کرتا ہے۔ دفعہ 517 کے تحت ضبطی ہی نمٹانے کا واحد طریقہ نہیں ہے اور ایسے معاملے میں جہاں ملزم پر مقدمہ چلایا جاتا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ 3 ماہ کی سزا اور 100 روپے جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے۔ یہ یقینی طور پر عدالت کے لیے کھلا تھا کہ وہ جائیداد کو اس شخص کے حوالے کرنے کا حکم دے جو اس کی ملکیت کا حقدار ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ یہاں اپیل گزار کے قبضے سے سونا ملا، اور عدالت کو اس کے قبضے کے بارے میں کسی حریف دعوے پر غور کرنے کے لیے نہیں کہا گیا۔ تسلیم شدہ طور پر یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا کہ یہ چوری ہوئی تھی، یا یہ کہ یہ دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی تھی اور جو کچھ پایا گیا وہ یہ تھا کہ اس بات پر یقین کرنے کی وجہ تھی کہ یہ چوری ہوئی تھی یا دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی تھی اور یہ کہ اپیل کنندہ عدالت کے اطمینان کے مطابق اس کے قبضے کا حساب دینے میں ناکام رہا۔ عدالت عالیہ نے سوچا کہ سونا افریقہ سے بھارت میں سمگل کیا گیا تھا لیکن یہ فرض کرتے ہوئے کہ دفعہ 61E کے تحت سزا کو برقرار رکھنے کے لیے درکار محض عقیدے کے وجود پر دفعہ 517 کے تحت اس کی ضبطی واضح طور پر سخت اور غیر معقول تھی۔ اس لیے ہمارا ماننا ہے کہ سونا ضبط کرنے کے حکم کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔

ہم اسی کے مطابق ضبطی کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ اپیل کنندہ کے قبضے سے ضبط شدہ سونا اسے واپس کر دیا جائے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: آر ایچ ڈھیبر۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document